سوال

(13) حیض اور نفاس کی مدت کتنی ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

'المحلّی'' (اُردو) جلد دوم 'کتاب الحیض والاستحاضۃ'' میں ہے کہ ثقہ راوی نے اسے خبر دی کہ ایک عورت کو سترہ دن حیض آیا کرتا تھا امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے زیادہ سے زیادہ مدت سترہ دن ہی سنی ہے۔ آل ماجشون کی عورتوں کی بابت روایت ہے کہ ان کو سترہ دن حیض آتا تھا۔ (ص:۹۷) کیا یہ روایات صحیح ہیں؟

نیز امام ابن حزم رحمہ اللہ آگے چل کر فرماتے ہیں، نفاس کی مدت سات دن سے زیادہ نہیں۔ پھر اس باب کے آخر میں یعنی تقریباً تین صفحے بعد لکھتے ہیں: ''اس کی مدت اور حکم سب حیض کی طرح ہے'' حالانکہ آپ رحمہ اللہ ''حیض سترہ دن تک'' کے قائل تھے۔ ان کے اقوال میں تضاد ہے! ازراہِ کرم دور فرمادیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اصل بات یہ ہے کہ امام ابن حزم رحمہ اللہ کے نزدیک اکثر مدتِ حیض و نفاس کے بارے میں کوئی روایت مرفوع متصل بسندِ صحیح ثابت نہیں ہو سکی۔ دونوں کے احکام چونکہ ایک جیسے ہیں اس لیے عادۃً مدتِ حیض کا اعتبار کرکے نفاس کی مدت سات دن قرار دی ہے پھر بعض عورتوں کے افعال و تجربات کی بناء پر اکثر مدتِ حیض سترہ دن کے قائل ہوگئے، لیکن مدتِ نفاس کو عادت پر برقرار رکھا۔ باعثِ تعجب یہ ہے کہ جن آثار پر انھوں نے اعتماد کیا وہ بھی محلِ نظر ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

'قَدْ رُوِیَ مِن طَرِیقِ عَبدِالرَّحمٰنِ بنِ سَعدِیٍّ اَنَّ الثِّقَۃَ أَخبَرَہٗ ....' الخ (۱/۳۷۶)

اہل علم کے ہاں یہ بات معروف ہے کہ لفظ ''رُوِیَ'' بصیغہ مجہول اس اثر کے ضعف کی طرف اشارہ ہے۔ نیز لفظ ''الثقۃ'' سے راجح مسلک کے مطابق روایت قابلِ اعتماد نہیں ٹھہرتی جب تک راوی کے نام کی تصریح نہ ہو۔ پھر اس کا حجت ہونا کیونکر ضروری ہے۔ پھر امام احمد رحمہ اللہ سے مروی اثر بھی بصیغۂ مجہول ہے۔ مزید آنکہ امام احمد رحمہ اللہ سے مشہور روایت پندرہ دن کی ہے سترہ کی نہیں۔ ملاحظہ ہو! مغنی لابن قدامۃ مع الشرح الکبیر (۱/۲۲۴) اگرچہ بسندِ صحیح یہ مدت بھی نبی ﷺ سے ثابت نہیں۔ ملاحظہ ہو! التلخیص الجبیر (۱/۲۳۲)

واضح ہوکہ حیض ماہواری کے خون کا نام ہے، جب کہ استحاضہ بیماری کا خون ہے، جو رَگ پھٹنے سے آتا ہے اس کی کوئی حد بندی نہیں۔ اس اعتبار سے عورتوں کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ مستحاضہ معتادہ چاہے ممیزہ ہو یا غیر ممیزہ۔

(یعنی استحاضہ عادت بن چکا ہے، خونوں میں امتیاز کے قابل ہو یا نہ ہو۔)

یہ عورت ایام حیض میں اپنی عادت کی طرف رجوع کرے، حدیث میں ہے:

'اُمکُثِی قَدرَ مَا کَانَت تَحبِسُکِ۔' 1

۲۔ بتداۃ ممیزہ ''جو ابتداء سے خون میں امتیاز کرسکے۔ یہ تمیز پر عمل کرے، حدیث میں ہے:

'اِذَا کَانَ دَمُ الحَیضَۃِ فَاِنَّہٗ اَسوَدُ۔' 2

یعنی ''خون کے رنگ کو دیکھ کر فیصلہ کرے کونسا خون ہے؟

۳۔ عادت اور تمیز دونوں مفقود ہوں اس کے ایام حیض چھ یا سات دن ہیں۔ جس طرح حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے۔ (العون:۱/۱۱۷)

اور نفاس اس خون کو کہا جاتا ہے جو ولادت کے وقت آتا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ اس کی اکثر مدت چالیس دن ہے اور اس سے قبل جب بھی طہارت حاصل ہو، عورت غسل کے بعد نماز شروع کردے۔ اس بارے میں وارد روایت کو علامہ البانی نے ''إرواء الغلیل'' میں حسن قرار دیا۔ (۱/۲۲۶)

اور صاحب ''سبل السلام'' فرماتے ہیں: 'فَہٰذِہِ الأَحَادِیثُ یَعضُدُ بَعضُہَا بَعضًا۔' (۱/۱۰۵)

''یہ تمام احادیث ایک دوسری کو تقویت دیتی ہیں۔''

نیز امام ترمذی رحمہ اللہ اپنی جامع میں فرماتے ہیں:

'وَقَد أَجمَعَ أَہلُ العِلمِ مِن أَصحَابِ النَّبِیِّ ﷺ وَالتَّابِعِینَ، وَمَن بَعدَہُم، عَلٰی أَنَّ النُّفَسَاءَ تَدَعُ الصَّلٰوۃَ أَربَعِینَ یَومًا اِلَّا أَن تَرَی الطُّہرَ قَبلَ ذٰلِکَ، فَإِنَّہَا تَغتَسِلُ وَ تُصَلِّی۔ فَإِذَا رَأَتِ الدَّمَ بَعدَ الأَربَعِینَ۔ فَإِنَّ أَکثَرَ أَہلِ العِلمِ قَالُوا: لَا تَدَعُ الصَّلٰوۃَ بَعدَ الأَربَعِینَ۔ وَہُوَ قَولُ أَکثَرِ الفُقَہَاءِ۔' (عون المعبود:۱/۱۲۳)

صحابہ،تابعین اور ان کے بعد کے اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ نفاس والی عورت چالیس دن تک نماز چھوڑے رکھے، اِلَّا یہ کہ اس سے پہلے ہی اسے طہر (پاکی) نظر آجائے۔ چنانچہ (ایسی صورت میں) وہ غسل کرے گی اور نماز پڑھے گی۔ البتہ اگر چالیس دن کے بعد بھی اسے خون نظر آتا رہے تو پھر چالیس دن کے بعد وہ نماز نہیں چھوڑے گی اور یہی اکثر فقہاء کا مذہب ہے۔''

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الطہارۃ: صفحہ:90

محدث فتویٰ